جا نکلے جو کوئی تھے سزاوار رہ گئے

سودا کی تم نہ سنو یہ لن ترانیاں — اس گفتگو کے کرنے سے گھستی نہیں زبان
جو کچھ کوئی کہے وہ سنا کیجے مہربان — تجھ کو کہے عاشقوں کی چھپ سکی جگہ کہاں
ور سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گئے

مخمّس بست و دوم

ایک تاریخ جو دیکھی تو پڑھا کیا کیا کچھ — کیا کہوں میں کہ مورخ نے لکھا کیا کیا کچھ
وہ تو وہ زیر فلک ہو نہ چکا کیا کیا کچھ — ہم سے اب آگے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ
تو بھی ہم غافلوں نے آگے کیا کیا کیا کچھ

کیا کہوں تجھ سے میں نقصان کی اپنے باتیں — پانی پہونچا نہ سکے جا کے انھوں تک آنکھیں
راہ بیچاروں نے پائی نہ کہ واں سے نکلیں — دل جگر جان یہ بسمنت ہوے سینہ میں
گھر کو آتش دی محبت نے جلا کیا کیا کچھ

کیا کہوں میں کہ ترے عشق میں کیا مجھ پہ ہوا — جیسے کہتا ہے کوئی ہو ترا اسقا صفا
زندگی کے غرض اسباب سے اب کچھ نہ رہا — دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بھی گیا
شغل میں غم کے ترے ہم سے گیا کیا کیا کچھ

ناصحا تو نے تو چاہا بہت اے بد گفتار — نہ رہی عشق کی مجھ پاس متاع بازار
شکر صد شکر بدرگاہ خدا بلکہ ہزار — حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ یار
مر گیا میں پہ مرے جی میں رہا کیا کیا کچھ

عشق بازو نہیں مرا کیونکہ ہو جانا شاق — کوئی جگ میں نہ رہا پیچھے رفیق عشاق
چھوڑا میں قافلہ سالار ہو یہ کہنہ رزاق — درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
آہ عالم سے مرے ساتھ گیا کیا کیا کچھ

اس ارادے سے دلا سیر نہ کر نقش جہاں — کس سبب پانسے بگڑتا ہے بنے ہر کیوں واں
حال میں مست رہ اپنے تو سدا اے ناداں — تجھکو کیا بنتے بگڑتے ہیں زمانے کے کیاں
خاک کن کن کی ہوئی صرف بنا کیا کیا کچھ

عشق آیا نہ ترا جگ میں بھی کچھ کام مرے — خاص کچھ مجکو نہیں نام لیں کچھ عام مرے
پھرتے ہیں کہتے لقب صبح سے تا شام مرے — نام ہیں خستہ و آوارہ و بدنام مرے
ایک عالم نے غرض مجکو کہا کیا کیا کچھ

واہ وا تجھ سے میاں مجکو توقع تھی یہی — کہ تو اس مرتبہ مجھ ساتھ کرے سنگدلی
کونسی بات ہے جو تیرے لیے میں نے سنی — طرفہ صحبت ہے کہ سنتا نہیں تو ایک مری
واسطے تیرے سنا میں نے سنا کیا کیا کچھ

کل میں بیٹھا تھا نپٹ کلبۂ احزاں میں تنگ — جی میں آیا کہ لکھوں خط کہ ہے رسم سابق
آخر الامر میں کاغذ لے بطور عاشق — قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
مضطرب ہو کے اسے میں نے لکھا کیا کیا کچھ

میرے نامے کی سنی تم نے عزیزو تحریر — کرو انصاف تم اب جتنے ہو برنا و پیر
ایک لفظ اس میں ہے بیجا تو ہے میری تقصیر — پر کہوں کیا قسم شوق کی اپنے تاثیر
ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ

جو بت ہوش ربا دیکھا ہے تجھ میں میں نے — مظہر نور خدا دیکھا ہے تجھ میں میں نے
دیکھا جو کچھ سو بلا دیکھا ہے تجھ میں میں نے — کیا کہوں تجھ سے کہ کیا دیکھا ہے تجھ میں میں نے
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کیا کیا کچھ

جیسے ہم آئے تھے ویسے ہی چلے دنیا سے — لائق اس جا میں کسی چیز کے گویا نہ تھے
دور افلاک نے یاں نشو و نما دی نہ کسے — ایک محروم چلے میر ہمیں دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانہ نے دیا کیا کیا کچھ

مخمّس بست و سوم

مے کشو بحث ہو کیوں مجھ دل افگار کے ساتھ — پہ مجھے کام نہیں بادۂ گلنار کے ساتھ
جو رکھوں ذوق ملاقات میں خمار کے ساتھ — جی میں چہلیں تھیں مے سو تو گئیں یار کے ساتھ
سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

کیا کیا وعدے کیے تھے تم نے کہو ہم سے واں — کہ شگفتہ ہے چمن جلوہ گر اور آب رواں